دوسری صورت: دوسری صورت میں حرمت کی علت یہ ہے کہ عقد میسر اور قمار پر مشتمل ہوگا۔ کیونکہ اگر بیمہ دار شخص معینہ مدت سے پہلے مرجائے تو اس صورت میں ایک خطیر رقم کا مالک وہ شخص بن جاتا ہے۔ جو بیمہ دار شخص نے کمپنی کے سامنے نامزد کیا ہے اور اس فعل میں میسر اور قمار کا معنی پایا جاتا ہے۔ کیونکہ اس میں محض ایک امر اتفاقی ہے جو کہ کثیر رقم نامزد شخص کی ملک میں آگئی۔ جیسے میسر اور قمار آجاتی ہے اور چونکہ اسلامی شریعت نے سود اور قمار کو قطعاً حرام قرار دیا ہے لہذا بیمہ کا یہ مقصد بھی ان دونوں پر مشتمل ہونے کی وجہ سے حرام قرار پائے گا۔

اگر بالغرض معینہ مدت سے قبل بیمہ دار شخص عقد بیمہ کو فسخ کردے تو جتنی رقوم انہوں نے ادا کردی ہے وہ سب کے سب کمپنی کی ملکیت میں آجائیگی جو کہ یہ قمار ہے۔

تیسری صورت: تیسری صورت میں حرمت کی علت یہ ہے۔ کہ بیمہ دار شخص کے فوت ہونے پر کمپنی کی طرف سے رقم اس کو ملے گی جس کو بیمہ دار نے متعین کردیا ہو۔ باقی ورثاء کو نہیں ملے گی۔ یہ صورت بھی قمار میں داخل ہے اس لئے قمار کی وجہ سے یہ صورت بھی ناجائز اور حرام ہے۔

چوتھی صورت: چوتھی وجہ حرمت کی یہ ہے کہ جس کمپنی کی بنیاد اور اساس حرام پر رکھی گئی ہو اور مشاہدے میں بھی حرمت ثابت ہوگی ہو تو **ولا تعاونوا علی الاثم ولعدوان** کی بنیاء پر اس کاروبار سے اجتناب اور احتراز لازم ہے۔

بہر حال۔ موجودہ دور میں بیمہ کی تمام شکلیں چونکہ سود اور قمار پر مشتمل ہے اس لئے اس کے ناجائز اور حرام ہونے میں کوئی شک نہیں۔

اہل علم کی دلچسپی کے لئے مجلس التحقیق الفقہی کے مطبوعہ

زیر نگرانی: مولانا سید نصیب علی شاہ الہاشمی (مرحوم)

جدید مالیاتی نظام کا اسلامی تصور: اسلامی مالیاتی نظام کا عملی خاکہ اہل علم وتحقیق کا فقہ اسلامی کی روشنی میں مالی نظام کی جدید تشکیل اسلامی بنکاری اور دیگر تحقیقی مقالات جو کہ اسلام آباد فقہی سیمینار منعقدہ 2003ء میں پیش کئے گئے۔

کمپیوٹر طباعت: ریکسین جلد صفحات: 319 زر تعاون: 240 روپے

برائے رابطہ: ناظم دفتر مجلس التحقیق الفقہی جامعہ المرکز الاسلامی پاکستان ڈیرہ روڈ بنوں

فون: 0092-928-331351 (3 Line) فیکس: 331355

ای میل: almarkazulislami@maktoob.com

موسیقی ،گانے بجانے کی مضراثرات پر شرعی اور جدید سائنسی تحقیق

ڈاکٹر گوہر مشتاق

بیماری جتنی پرانی ہو جسم میں اس کی جڑیں اتنی ہی گہری ہوتی ہیں۔موسیقی بھی ایک ایسی بیماری ہے جو اسلامی معاشرے پر خلافت راشدہ کے دور کے ختم ہونے کے بعد حملہ آور ہوئی۔تاہم امت مسلمہ کا نظامِ دفاع اس وقت کافی مضبوط تھا، اس لئے موسیقی کی بیماری قوم کے انتہائی قلیل حصہ پر ہی اثر انداز ہو سکی۔آج چودہ سو سال کے بعد جبکہ امت مسلمہ کا نظام دفاع (Immune system) کمزور ہو چکا ہے، یہ بیماری قوم کے مزاج میں سراہت کر چکی ہے، اور موسیقی جو کہ درحقیقت روح کی سزا ہے، اب اسے روح کی غذا قرار دیا جانے لگا ہے۔بقول اقبال:

تھا جو ناخوب بتدریج وہی خوب ہوا
کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر

آیئے موسیقی اور گانے بجانے کا مذہب اور سائنس کی روشنی میں تجزیہ کرتے ہیں۔

موسیقی کی حرمت،اسلام میں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ومن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم ویتخذھاھزوا. اولئك لھم عذاب مھین. (لقمٰن ۹)

''بعض آدمی ایسے بھی ہیں جو لھو الحدیث'' (کلام دلفریب) خریدتے ہیں۔تاکہ بغیر کسی دلیل کے خدا کی راہ سے بھٹکائیں اور اسے مذاق بنائیں۔یہ لوگ ہیں جن کے لئے رسوا کن عذاب ہے۔حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ''لھو الحدیث'' کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ''لھو الحدیث سے مراد غناء ہے۔قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں'' یہ کلمہ حضرت عبداللہؓ نے تین بار فرمایا۔اسی طرح ترجمان القرآن عبداللہ بن عباسؓ، حضرت جابرؓ اور اکابر تابعین عکرمہ، سعید بن جبیر، مجاہد، مکحول، عمرو بن شعیب اور حسن بصریؒ کے مطابق ''لہوالحدیث'' سے مراد گانا بجانا اور موسیقی ہے۔

اسی طرح سورۂ بنی اسرائیل کی آیت ۶۴ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان سے فرمایا:

واستفزز من استطعت منھم بصوتك........ '' اور تو جس جس کو اپنی آواز سے پھسلا سکتا ہے پھسلا لے..........''

ابن عباسؓ اور تابعین میں ضحاک اور مجاہد کے مطابق شیطان کے آواز سے پھسلانے میں موسیقی اور گانا بجانا شامل ہے۔

موسیقی کی حرمت میں بے شمار احادیث ہیں۔ان میں سے صحیح بخاری کی حدیث ملاحظہ ہو۔عبدالرحمٰن بن غنم الاشعریؒ بیان کرتے ہیں کہ

مجھ سے حضرت ابو عامرؓ یا حضرت ابو مالکؒ (یہ دونوں صحابی رسولؐ ہیں) نے حدیث بیان کی، اللہ کی قسم انہوں نے مجھ سے جھوٹی بات بیان نہیں کی، انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔

لیکونن من امتی اقوام یستحلون الحر والخمر واخمر والمعازف.

(۱) ''میری امت میں ایسے لوگ (یا گروہ) لازما پیدا ہوں گے جو زنا، ریشم، شراب اور گانے بجانے کے آلات کو حلال قرار دیں گے''

اس حدیث کے تجزیہ سے پتا چلتا ہے کہ موسیقی اگر حرام نہ ہوتی تو اسے شراب اور زنا کے ساتھ بیان نہ کیا جاتا۔ ''یستحلون'' (یعنی حلال قرار دیں گے) بھی اس بات کی دلالت کرتا ہے کہ موسیقی درحقیقت حرام ہے اور کچھ لوگ اسے حلال قرار دیں گے۔ اسی طرح سنن ابن ماجہ میں مروی حدیث نبویؐ ہے:

لیشر بن ناس من امتبی الخمر یسمونها بغیر اسمها، یعزف علیٰ رئوسهم بالمعازف والمغنیات یخسف الله بهم الارض ویجعل منهم القردة والخنازیر.

(۲) ''عنقریب میری امت کے کچھ لوگ لازما شراب پئیں گے اور اس کا نام بدل دیں گے۔ ان کے سروں پر باجوں گاجوں اور گانے والیوں کا شور اور ہنگامہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو زمین میں دھنسا دے گا اور ان میں سے بعض کو بندر اور خنزیر بنا دے گا''

اس حدیث میں بیان کی گئی پیشین گوئی ہم آج اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ پہلے پہل جب ٹیپ ریکارڈر ایجاد ہوئے تھے۔ تو ان کے سائز بہت بڑے تھے۔ اب ہمیں نوجوان حضرات اپنے ''سروں پر ناچ گانے'' یعنی Head phones لگائے نظر آتے ہیں۔

دوسری بات جو حدیث میں بیان ہوئی ہے اس سے ایک معنیٰ باطنی بھی لی جاسکتی ہے۔ یعنی اللہ انہیں صفات کے اعتبار سے سور اور بندر بنا دے گا۔ علم حیاتیات سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ سور کی سب سے اہم صفت اس کا بے غیرت اور بے حیا ہونا ہے اور بندر کی دو اہم صفات نقالی کرنا (Acting) اور اُدھر سے اِدھر چھلانگیں مارنا ہیں۔ اب آپ Showbiz یعنی فلم اور ٹی وی کی دنیا دیکھ لیں۔ یہ صفات گلوکاروں اور فنکاروں میں بدرجۂ اتم موجود ہوتی ہیں اور آہستہ آہستہ آج کل کی نوجوان نسل میں سرایت کرتی جارہی ہیں۔

مزید برآں صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کے علاوہ چاروں ائمہ فقہاء بھی اس بات پر متفق ہیں کہ موسیقی اور گانا بجانا حرام ہے۔ مثلاً امام مالکؒ سے اسحاق بن موسیٰ نے سوال کیا کہ اہل مدینہ کس قسم کے گانے کو مباح سمجھتے ہیں؟ امام مالکؒ نے جواب دیا: ''یہ فعل ہمارے ہاں صرف فاسق ہی کرتے ہیں''

موسیقی اور نشہ:

حدیث نبویؐ میں موسیقی کو نشہ (شراب) کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ موسیقی ذہن کو اسی طرح مفلوج اور ہپناٹائز کرتی ہے جس طرح نشہ آور اشیاء مثلاً شراب، چرس، ہیروئن اور کوکین وغیرہ کرتے ہیں۔ راک میوزک کے عالمی جینئس امریکی گلوکار جمی ہینڈرکس (Jimi Hendrix) نے ۱۹۶۹ء میں امریکہ کے Life میگزین کے انٹرویوں میں کہا تھا: ''تم میوزک سے لوگوں کو ہپناٹائز کرسکتے

ہواور جب تم انہیں ذہنی لحاظ سے کمزور ترین مقام پر پہنچادو تو تم ان کے لاشعور میں وہ باتیں پہنچا سکتے ہو جو تم چاہتے ہو"

اسی طرح ایک میڈیکل جرنل postgraduate mediume میں امریکی محقق کنگ پی کے مطابق ایک میڈیکل ریسرچ میں نشہ کرنے والے نوجوانوں کا سروے کیا گیا تو ان میں ۶۰ فیصد نے اپنا نمبر ایک انتخاب موسیقی کو قرار دیا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ موسیقی اور منشیات کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ٹائم میگزین کے ۱۹۶۹ کے شمارے میں بتایا گیا ہے۔کہ گانے بجانے والوں کی اکثریت نشہ کرتی ہے اوران کے اشعار میں ایسے بہت سے حوالے پائے جاتے ہیں۔مثلاً نوجوانوں نے منشیات کا استعمال شروع کردیا اوراس کا انجام بہت عبرتناک ہوا۔

اسی طرح دومختلف یونیورسٹیوں میں تجربات کرنے سے یہ پتا چلا کہ لیبارٹری میں بنائی گئی بھول بھلیوں (Maze) کے رستوں کو دریافت کرنے میں چوہوں کو اس وقت انتہائی مشکل پیش آتی ہے جب وہاں پاپ موزک چل رہا ہو۔گویا جانوروں کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں بھی موسیقی کے اثر سے مفلوج ہو جاتی ہے۔(بحوالہ رسالہ Insight)

غنا اور زنا میں گہرا تعلق:

اوپر بیان کی گئی حدیث میں غنا (گانے بجانے) کے ساتھ جو دوسری چیز بیان ہوئی ہے وہ زنا ہے۔اس میں شک نہیں کہ غنا اور زنا دونوں دل میں منافقت پیدا کرتے ہیں۔سورۃ النور میں زنا کی حد اور ستر کے احکام بیان کرنے کے فوراً بعد نفاق اور منافقین کی خصوصیت بیان کی گئی ہیں۔اس طرح حدیث میں بیان کی گئی ہے:

الغناء ینبت النفاق فی القلب .(۳)

"گانا بجانا دل میں نفاق کا بیج بوتا ہے۔"

اگر ہم فائن آرٹ کی تاریخ پر نظر ڈالیں تو کسی بھی دور کی مصوری یا painting کو دیکھیں، چاہے، وہ imprssionism کا دور ہو یا Romanticism کا دور، classicism کا دور ہو یا Neo classicism کا دور، ہر دور کی پینٹنگز میں ہم دیکھیں گے کہ عورت، موسیقی کے آلات اور شراب کو ایک ساتھ دکھایا گیا ہے، کیونکہ غنا، زنا اور نشہ تینوں میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔

علامہ ابن جوزی اپنی کتاب "تلبیس ابلیس" میں لکھتے ہیں:

"گانے میں دو مضرتیں جمع ہیں، ایک طرف تو وہ قلب کو عظمت الٰہی میں تفکر سے روکتا ہے، دوسری طرف اسے مادی لذتوں کی طرف راغب کرتا ہے۔لہذا گانا زنا کی ترغیب دیتا ہے۔"

اگر ہم پاکستان میں پیش کیے جانے والے میوزک کا تجزیہ کریں تو اس میں ایک ہی پیغام ہوتا ہے اور وہ یہ ہے "شادی سے پہلے محبت کرنا" گانوں میں پیش کی گئی آزاد محبت (free love) کی انتہا بربادی کے سوا کچھ نہیں۔

مشہور عیسائی مفکر ایلن بلوم (Allan Bloom) موسیقی کے متعلق رقمطراز ہے:

''موسیقی کا ایک ہی پیغام ہوتا ہے اور وہ ہے جنسی بے راہ روی .... پاپ میوزک، شو بزنس کی تمام تر مدد سے، بچوں کو چاندی کی پلیٹ میں وہ چیز سجا کر دیتا ہے جس کے متعلق ان کے والدین نے ان کو ہمیشہ یہ تعلیم دی تھی کہ وہ انتظار کریں، حتیٰ کہ وہ بڑے ہو جائیں۔ گانوں کے الفاظ کبھی ڈھکے چھپے اور کبھی واضح الفاظ میں بچوں کو بے حیائی کی طرف ابھارتے ہیں۔''

امریکہ کے عمرانی سائنس دان Greeson اور Williams نے انتہائی اہم ریسرچ کی، جو کہ ''Youth society'' رسالے کے ۱۹۸۶ء کے شمارے میں شائع ہوئی گریسن اور ولیمز نے ساتویں اور دسویں جماعت کے طالب علموں کو ایک گھنٹے تک میوزک ٹی وی (MTV) پر میوزک ویڈیوز دکھائے اور دوسرے گروپ کو ایسی کوئی چیز نہیں دکھائی، اس ریسرچ میں انہیں پتا چلا کہ نوجوان کے جس گروپ نے میوزک ویڈیوز دیکھی تھیں ان کے رائے Premarital Sex (زنا کاری) کے حق میں ہوگئی بنسبت اس گروپ کے جس نے میوزک ویڈیوز نہیں دیکھی۔

دف بجانے کی اجازت:

صحیح بخاری کی ایک حدیث ہے:

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ میرے ہاں تشریف لائے اس وقت دو چھوٹی لڑکیاں جنگ بعاث کے گانے گا رہی تھیں۔ نبی اکرم ﷺ بستر پر لیٹ گئے اور دوسری طرف کروٹ لے لی اور چہرۂ مبارک پھیر لیا۔ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیقؓ تشریف لائے اور مجھے ڈانٹتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں یہ شیطانی گیت؟ نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق سے فرمایا: ''ان کو رہنے دو، یہ عید کا دن ہے۔''

اس حدیث میں بیان کردہ چند امور پر روشنی ڈالنا ضروری ہے:

(۱) حضرت ابوبکر صدیقؓ کا اس موقع پر ٹوکنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ انہوں نے اس سے پہلے گانے بجانے کی مذمت نبی اکرم ﷺ سے سنی ہوگی جس کی بنا پر ان کا خیال تھا کہ یہ ممانعت ہر موقع پر منطبق ہوگی۔ لیکن یہ بھی یاد رہے کہ نبی اکرم ﷺ کا منہ پھیر کر لیٹ جانا یہ ظاہر کرتا ہے کہ گھر کے ذمہ داروں اور بزرگوں کو ایسے مشاغل سے بالاتر رہنا چاہیے۔ (تفسیر روح المعانی)

(۲) وہ دو لڑکیاں جو گانے گا رہی تھیں وہ پیشہ ور گلوکارائیں نہ تھیں اور نہ ہی ان کے اشعار میں کوئی چیز ایسی تھی جو عشق و محبت کے جذبات کو بھڑکائے۔

(۳) حدیث میں الفاظ ''عندی جاریتان تغنیان'' استعمال ہوئے ہیں۔ لفظ ''جاریة'' کی تشریح میں علامہ عینی ''عمدة القاری'' میں لکھتے ہیں: ''عورتوں میں جاریہ نابالغ بچیوں کو کہتے ہیں۔ جس طرح غلام کا لفظ مردوں میں نابالغ لڑکے پر بولا جاتا ہے۔''

(بحوالہ مولانا عبدالغفار حسن، ماہنامہ میثاق، جنوری ۲۰۰۳ء)

اس بحث سے یہ پتا چلتا ہے کہ شادی یا عید کو موقع پر لڑکیاں دف بجا سکتی ہیں اور یہ زیادہ سے زیادہ گنجائش ہے جو شریعت نے دی

ہے۔اسلامی شریعت میں اس کی کوئی گنجائش نہیں کہ عورتیں مردوں کے سامنے ناچیں یا جوان بہنیں اپنے بھائی (دیر) کی شادی پر اس کے سامنے ناچیں یا ڈھولک بجانے والی لڑکیوں کی ویڈیو مووی بنے اور پھر وہ ہر نامحرم مرد دیکھے۔ایسی چیزیں ''گناہ جاریہ'' ہوتی ہیں جن سے ہمیں بچنا چاہیے۔

اس کے ساتھ ساتھ اس بات پر بھی افسوس ہے کہ پاکستان کے مغرب زدہ طبقے کے آقا و مولا (یعنی امریکہ اور یورپ) کے ہاں کی گئی نئی تحقیقات تو موسیقی کو سراسر نقصان دہ بتاتی ہیں اور ہمارے ''روشن خیال'' ارباب فکر و نظر اچھی باتوں میں اپنے آقا کی تقلید نہیں کرتے۔اپنی سرپرستی میں پی ٹی وی کے چینل تھری (یعنی تھرڈ کلاس چینل) پر دن بھر موسیقی لگائے رکھتے ہیں۔بلکہ موسیقی کے وائرس کے شکار مسلمان شائقین کی فرمائش پر مختلف میراثیوں کے گانے دکھاتے ہیں۔ہمیں حضرت ابوبکر صدیقؓ کا قول نہیں بھولنا چاہیے:

بدترین ہے وہ شخص جس کے مرنے کے بعد بھی اس کا گناہ دنیا میں جاری رہے۔''

(بشکریہ ماہنامہ بیداری حیدرآباد)

جامع الفقہاء والعلماء مولانا سید نصیب علی شاہ الہاشمی (مرحوم)

حیات وخدمات کانفرنس

بانی فقہی اجتماعات ومہتمم جامعہ المرکز الاسلامی پاکستان ڈیرہ روڈ بنوں

منعقدہ 22 جنوری 2008ء بمطابق ۱۳ محرم الحرام ۱۴۲۹ھ بروز منگل بوقت صبح 9:00 بجے تا عصر بمقام جامعہ المرکز الاسلامی ڈیرہ روڈ بنوں اس پروقار تقریب میں حضرت شاہ صاحب مرحوم کے 20 سالہ خدمات پر ان کے اساتذہ کرام و رفقاء عظام سیر حاصل مقالات پیش کریں گے۔

﴿مہمانان گرامی﴾

☆ قائد ملت اسلامیہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب

☆ استاد العلماء وفقیہ العصر مولانا مفتی محمد فرید صاحب

☆ شیخ المشائخ حضرت مولانا خان محمد صاحب امیر تحفظ ختم نبوت

☆ شیخ الحدیث والتفسیر مولانا ڈاکٹر شیر علی صاحب

☆ مولانا مفتی حمید اللہ جان رئیس مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور

☆ مولانا مفتی سیف اللہ صاحب رئیس دار الافتاء جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک

☆ مولانا سمیع الحق صاحب مہتمم جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک

﴿نوٹ﴾: باہر سے آنے والے حضرات کے لئے قیام وطعام کا بندوبست کیا گیا ہے۔

برائے رابطہ: جامعہ المرکز الاسلامی ڈیرہ روڈ بنوں

فون نمبر: 0928-331353 0300-9061516 0300-8337041

مقالہ در تحقیق

ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ کا دینی مقاصد کیلئے استعمال؟

مولانا مفتی محمد الحسن گونڈوی

رئیس جامعہ عربیہ تعلیم الاسلام غازی آباد (انڈیا)

الحمد للّٰہ الذی وفقنا ان نتبع مسالك ائمة الهدٰیو صلی اللّٰہ تعالٰی علی شمش الهداية والتقی هو الوافق و المعين.

تاریخ شاہد ہے کہ ثقافت اور فکر دو ایسی بنیادیں ہیں جو کسی معاشرہ کی روح اور شعور کی ترجمانی کرتی ہیں اور ان ہی دونوں میں ترقی کے ذریعہ انسان سوسائٹی کے دوسرے مراکز تک پہنچ سکتا ہے چنانچہ جو قومیں اپنی ثقافت اور فکر کو چھوڑ کر دوسری قوموں سے متاثر ہوتی ہیں وہ اپنے تشخص سے محروم ہوجایا کرتی ہیں۔ اس وقت عالمِ اسلام کی جو صورت حال ہے وہ اس اعتبار سے انتہائی سنگین اور دوررس نتائج کی حامل ہے کہ ہر طرف خواہ وہ فکری ہو یا ثقافتی مذھبی ہو یا تمدنی مغربی یلغار ہے جسکی وجہ سے عالمِ اسلام نہ صرف مادی اور انسانی خسارے سے دوچار ہورہا ہے بلکہ اس کو اپنی تہذیب وثقافت دین وعقائد بجائے بھلی معلوم ہونے کے بری معلوم ہونے لگی ہے لہٰذا ایسے پرآشوب حالات میں علماء کی ذمہ داری تھی کہ وہ سوچیں، اور اس کا حل نکالیں ماشاء اللہ ایسے وقت میں جمعیت علماء ہند کا ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ کے استعمال کے سلسلے میں سیمنار کرنا اسی کی ایک کڑی ہے جو انتہائی خوش آیند قدم ہے جس کا سراہا جانا یقینی اور لابدی ہے، کیونکہ اس سلسلے میں سائنسی تحقیقات تو موجود ہیں۔ لیکن علماء حق نے ان تحقیقات پر کوئی تجزیہ نہیں فرمایا ہے۔

لہٰذا مسئلہ کی نزاکت کو پیش نظر رکھتے ہوئے موجودہ دور میں ٹیلی ویژن میں ابتلائے عام ہونے اور اس کے فتنوں کے متعلق جو سوال نامہ پیش کیا گیا ہے اس کی مختصر تحقیق بالترتیب مندرجہ ذیل ہے:

شریعت میں تصویر کی تعریف کیا ہے:

صاحب لغت الفقہاء نے تصویر کی تعریف کچھ اس طرح کی ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔

الصورة بضم الصاد وفتح الراء جمع صور وصور الشكل. وفی الا صطلاح، التمثال المجسم شكل مخلوق من مخلوقات الله تعالٰی مجسمة كانت غير مجسمة، والفقهاء القدام غير الطحاوی وطائفة معه لايفرقون بين التمثال وغيره ويطلقون علی الجميع. (لغت الفقهاء /۲۷۷)

تصویر اصطلاح شرع میں اللہ کی مخلوق کی شکل بنانے کو شکل کو کہتے ہیں چاہے وہ شکل ذی جسم ہو یا غیر ذی جسم ہر ایک تصویر میں داخل ہے۔

لسان العرب میں ان الفاظ کے ساتھ تعریف کی گئی ہے۔ **التصوير لغةً ضع الصورة وصورة الشئ هي هيئة الخاصة التی**

بتميزهامن غيره. (وهكذاعلى الموسوعة الفقهية ۱۲/۲۹)

یعنی تصویر خاص ہیئت کا نام ہے جو دوسرے سے اس کو ممتاز کردے اس کے علاوہ دیگر تعریفیں بھی کی گئیں ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

والتصوير ايضاضع الصورة التي هي تمثال الشيء اى مايماثل الشيء ويحكى هيئته التي هو عليها،سواه كانت الصورة مجسمة اوغير مجسمة اوكما يعبر بعض الفقهاء ذات ظل او غيرظل والمراد بالصورة المجسمة او ذات الظكل،كانت لها ثلاثة ابعاد،اى لها حجم،بحيث تكون اعضاؤها نافرة يمكن ان تتميز باللمس،بالاضافة الى تميزها باالنظر،واما غير المجسمة او التى ليس لها ظل،فهي السطحة اوذات ابعدين وتتميزا عضاؤها باالنظر فقط،دون اللمس.الخ. (الموسوعة الفقهية ۱۲/۹۳)

اس عبارت سے یہ بات واضح ہوگئی کہ وہ چیز جو کسی کی ہیئت بیان کرے خواہ وہ مجسم ہو یا غیر مجسم سایہ دار ہو یا غیر ذی سایہ ایسے تصویر کا نام دیا جائے گا اور حضرت عباسؓ سے مروی ہے: الصورة الرأس فاذا قطعت الراس فليس بصورة۔(السنن الكبرى للبيهقى ۷/٤٤١)

یعنی تصویر سر کو کہتے ہیں اور جب سر کاٹ دیا جائے تو وہ تصویر نہیں رہتی۔ اور حضرت مفتی محمد تقی عثمانی نے تصویر کی ایسی تعریف کی ہے جو دیگر لوگوں سے مختلف ہے لیکن ان کی تعریف فہم کے قریب تر ہے چنانچہ وہ اپنی کتاب (درس ترمذی) میں تحریر فرماتے ہیں کہ تصویر وہ ہے جو علیٰ صفته الدوام ثابت اور مستقر کردی جائے لہٰذا اگر کوئی شکل علیٰ صفة الدوام ثابت اور مستقر نہیں ہے تو پھر وہ تصویر نہیں ہے۔

ٹیلی ویژن کی اسکرین پر آنے والی صورتوں پر تصویر کا اطلاق ہوتا ہے یا نہیں؟

دوسری بحث ٹیلی ویژن پر آنے والی تصویروں کے متعلق ہے۔

تو اس بارے میں اصولی طور پر یہ بات سمجھ لینی چاہیئے کہ فقہاء متقدمین کے سامنے تصویر کی جتنی صورتیں تھیں وہ انھیں مع علل واحکام بیان کرگئے اور اسکے اصول وفروع بھی متعین کرگئے اور چونکہ انکے زمانہ میں مشینوں کے ذریعہ فوٹو بنانے کا کہیں وہم وگماں بھی نہ تھا اس لئے انھوں نے موجودہ دور کے تصویر آلی کے سلسلے میں کوئی بحث نہیں فرمائی اس لئے کہ فوٹو گرافی، اور تصویر آلی ۱۸۳۷ یا ۱۸۳۹ء میں ایجاد ہوئی اسی طرح ٹیلی ویژن کو اسکاٹ لینڈ کے جان لیوگی بائرڈ نے ایجاد کیا اس کے بعد ویڈیو گرافی وغیرہ ایجاد ہوئی اور یہ چیزیں دن بدن ترقی کرتی گئیں یہاں تک کہ، انٹرنیٹ اور موبائل کیمرہ وغیرہ وجود میں آئے، اور تصویر، ملکی جنگی، تمدنی، حفاظتی انتظامات میں داخل کی گئی اور میڈیا کا مسئلہ یعنی ابلاغی، یا اعلامی ضروریات کا سامنا ہوا اور دن بدن اس کی ضرورت بڑھتی ہی جارہی ہے۔ لہٰذا اب اس بات کی ضرورت ہے کہ یہ فیصلہ کیا جائے کہ کس آلے کی تصویر اور پروگرام جائز ہے اور کس کی ناجائز۔ تو جاننا چاہیئے کہ ٹی وی پر نشر ہونے والے پروگرام دو طرح کے ہوتے ہیں ذیل میں دونوں کو بالتفصیل مع حکم کے بیان کیا جارہا ہے۔

پہلی قسم: وہ ہے جس کے اندر پہلے سے کوئی چیز محفوظ نہیں ہوتی وہ براہ راست دکھائی جاتی ہے جیسے کوئی آدمی ٹی وی اسٹیشن سے کچھ نشر کررہا ہو، یا بڑے بڑے پروگراموں کو مشینوں کے ذریعہ پورا پروگرام ٹیلی کاسٹ کیا جاتا ہے جو ٹیلی ویژن کے اسکرین پر آتا رہتا ہے اور

اس میں رکارڈنگ وغیرہ کا کوئی واسطہ نہیں رہتا ہے۔تو اس پہلی قسم کا حکم یہ ہے کہ جو براہ راست ٹیلی کاسٹ کیا جاتا ہے یہ جائز ومباح کیونکہ اس شکل میں اسکرین پر آنے والی تصویر محض عکس ہے اس لئے کہ اس کا رکارڈنگ سے کچھ تعلق نہیں بلکہ دوربین کی طرح دور دراز بیٹھا ہوا آدمی اس مشین کے ذریعہ سے ہر جگہ نظر آجاتا ہے اور اگر وہ ٹی وی اسٹیشن سے ہٹ جائے اسکی تصویر اسکرین پر باقی نہیں رہتی لہٰذا یہ قسم عکس کے مانند ہے کیونکہ تصویر وہ ہوتی ہے جس کو کسی چیز پر علیٰ صفة مدوام ثابت اور مستقر کرلیا جائے اور اس شکل میں ثبات اور استقرار نہیں پایا جاتا لہذا یہ صرف عکس ہے تصویر نہیں تو یہ شکل جائز ومباح ہوگی۔

دوسری قسم: وہ ہے کہ جس میں ایک پروگرام کو ویڈیو کیسٹ یا سی ڈی میں ریکارڈ کر کے پھر اس ٹیلی وژن اسکرین پر دکھایا جاتا ہے۔ براہ راست اس کو نشر کیا جاتا ہے کہ یہ شکل عکس کی ہے تصویر نہیں کیونکہ اگر اسکی ریل کو خوردبین لگا کر دیکھیں تو بھی کچھ نظر نہیں آتا یعنی اس کی ریل میں کوئی چیز محفوظ نہیں رہتی بلکہ جب اس کو وی سی آر یا کمپیوٹر میں لگاتے ہیں تو وہ فضاء میں بکھرے ہوئے شعاعوں کو کھینچ کر مشکّل کر دیتا ہے اور مشین سے ہٹتے ہی سب کا سب غائب ہو جاتا ہے۔لہٰذا اس دوسری قسم کا بھی وہی حکم ہوگا جو قسم اول کا ہے۔

تفصیل بالا سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اسکرین پر آنے والی تصویر عکس ہوتی ہے تصویر نہیں، کیونکہ تصویر اسکو کہتے ہیں جو کسی چیز پر علی صفة الدوام ثابت اور مستقر ہو جائے، جب کہ ٹی وی کی اسکرین پر آنے والی تصویر ثابت اور مستقر نہیں رہتی لہٰذا وہ عکس ہی ہے تصویر نہیں، اور دونوں کا حکم بھی یکساں ہوگا۔

اسکرین پر آنے والی تصویر کی حرمت ظنی ہے یا قطعی:

اس سلسلے میں گذشتہ بحث کے تحت یہ بات واضح کردی گئی ہے کہ اسکرین پر آنے والی تصویر، تصویر نہیں بلکہ محض وہ عکس ہے جو جائز اور مباح ہے لیکن جن علماء نے اسکرین پر آنے والی تصویر کو تصویر مانا ہے ان کے نزدیک بھی، اس کی حرمت ظنی ہے قطعی نہیں، کیونکہ حدیث تصویر(اشد الناس عذابا یوم القیامت المصورون. بخاری. ۸۸۰/۲ ،مسلم ۲۰۱/۲ ،مشکوة المصابیح ۳۸۵) کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہ آیا یہ حرمت صرف مجسمہ اور تماثیل کیلئے ہے یا کیمرے وغیرہ کی تصویر آلی بھی اس میں داخل ہے۔ چنانچہ علماء عرب نے اس حدیث کو صرف مجسمہ اور ماقبل کے حق میں قطعی مانا ہے اور اس کی وجہ سے تصویر آلی کو علماء کرام قرار دیتے ہیں اور چونکہ نزول قرآن کے وقت تصویر آلی کا وجود نہ تھا اس لئے اس میں قدرے تاویل کی گنجائش نکل آئے گی لہٰذا یہ حدیث تصویر آلی کے سلسلے میں ظنی الثبوت ہوگی، اور دلیل ظنی سے حرمت قطعیہ کا ثبوت نہیں ہوتا، بلکہ دلیل ظنی سے کراہت تحریمی کا ثبوت ہوتا ہے جو کہ حرام کے قریب ہے اور حاجت، ضرورت کے وقت جائز اور مباح ہو جاتا ہے لہٰذا جو لوگ اسکرین پر آنے والی تصویر کو، تصویر میں شامل مانتے ہیں انکے نزدیک بھی بوقت ضرورت جائز ہو جائیگی۔جبکہ ماقبل میں یہ بات واضح کی جا چکی ہے کہ اسکرین پر آنے والے تصویر، تصویر نہیں ہے لہٰذا وہ جائز اور مباح ہے۔

دینی مقاصد کے لئے ٹیلی ویژن کا استعمال:

موجودہ دور میں اقدامی یا دفاعی طور پر ٹیلی ویژن استعمال نہ کرنیکی وجہ سے جو غلط فہمیاں اور گمراہیاں پھیل رہی ہیں ان کا مناسب توڑ اور مسکت جواب بغیر اسے استعمال میں لائے انتہائی مشکل امر ہے لیکن سب سے اہم چیز اس سلسلے میں یہ ہے کہ اگر جواز کا فتویٰ دیا گیا تو یہ ایک ایسا فتنہ ہوگا جس سے ہما شما کوئی بھی نہ بچ سکے گا لیکن جب ایک چیز اپنی اصل کے اعتبار سے یعنی فی نفسہٖ مباح ہے اور قبیح لغیرہ ہے تو اس قبح کو دور کر کے اس کا استعمال جائز ہوگا اور اگر اس کا استعمال کرنے والا غیر مشروع نشریات کو دیکھتا ہے اور فعل قبیح کا ارتکاب کرتا ہے تو وہ خود اس کا ذمہ دار ہوگا۔ لیکن جو جائز نشریات ہیں اس کا دیکھنا جائز ہوگا۔

ٹیلی ویژن پر اسلامی نشریات:

ٹیلی ویژن کو آلہ لہو کہہ کر اس پر اسلامی نشریات کو ناجائز کہنا صحیح نہ ہوگا کیونکہ ٹی وی فی نفسہٖ قبیح نہیں ہے بلکہ اس میں قباحت عوارض کی وجہ سے ہے لہٰذا جب اس کے قبح کو دور کر دیا جائے تو پھر اس کا استعمال جائز ہوگا اور اس پر اسلامی تعلیمات کی اشاعت کرنا صحیح ہوگا۔

مسلمانوں کا اسلامی چینل قائم کرنا:

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ اسکرین پر آنے والی تصویر، تصویر نہیں۔ اور جن لوگوں نے اس کو تصویر کہا ہے ان کے نزدیک بھی دلیل ظنی سے اس کا تصویر ہونا ثابت ہوتا ہے۔ لہٰذا ایسی صورت میں ملکی یا دینی ضرورت مثلاً باطل عقائد ونظریات کی تردید، اور صحیح عقائد ونظریات کی ترویج یا ناواقف لوگوں کو دین سکھانے کے لئے اور اسلامی تعلیمات کی تبلیغ واشاعت کے لئے اسلامی چینل کا قیام جائز ومباح ہوگا۔ اور اسلامی چینل کا قیام اس شرط کے ساتھ جائز ہوگا کہ جہاں تک ممکن ہو ٹیلی ویژن پر سے پروگرام مرتب کئے جائیں جو صرف صوتی ہوں اس میں تصویریں نہ ہو۔

اور اگر فسادات وغیرہ کی تصویریں شائع کی جائیں، تو ایسی صورت میں مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھا جائے۔

(۱) انتہائی ضروری تصویریں شائع کی جائیں۔

(۲) جہاں تک ہو ممکن ہو مکانات اور گاڑیوں (غیر ذی روح) کی تصویریں شائع کی جائیں۔

(۳) اگر جانداروں کی تصویریں نشر کرنے کی ضرورت پیش آئے تو حتی الامکان مقطوع الراس تصویریں دی جائیں۔

(۴) جنگی حالات میں دشمنوں کی، مشقیں اور ان کے آلات چلانے کے طریقۂ استعمال شائع کیے جائیں۔

(۵) بوقت ضرورت جاندار کی بھی تصویریں شائع کی جاسکتی ہیں۔

لیکن علماء کو اس سلسلے میں ہر وقت ہوشیار رہنا ہوگا کوئی چینل حدود شرع سے تجاوز نہ کر پائے، اگر ان شرائط کے ساتھ چینل کا قیام ممکن ہو تو اس کی اجازت ہوگی۔

ملی پروگراموں میں ٹیلی ویژن اور ریڈیو کا استعمال:

اعلامی تصویروں سے خدمت لینا جب کہ دیگر وسائل اس تصویر کے قائم مقام نہ ہوسکیں یا دیگر وسائل سے ممکن تو ہو مگر تاخیر سے، اور حالات عجلت طلب ہوں، جیسے کہ جنگی حالات میں جدید اسلحہ چلانے کی ٹریننگ دینا، یا دشمن کے ہتھیار سے اپنی حفاظت کا طریقہ سمجھانا، اسی طرح جب اس اعلامی تصویر سے مصلحتِ عامہ منسلک ہو، نیز وہ بقیہ تمام محرمات ومفسدات سے خالی ہو تو ایسی صورت میں ٹیلی ویژن پر ملی کانفرسوں اور دیگر اجلاسوں کا دیکھنا جائز ہوگا اسی طرح بعض شہروں میں آنے والے حادثات جیسے زلزلہ طوفان وغیرہ تو چونکہ ان سے بہت سے فوائد منسلک ہیں اس لئے وہ جائز ہونگے ۔لیکن جب تصویر کا دکھایا جانا ضروری نہ ہو یا اس پر مصلحت عامہ معتبرہ مبنی نہ ہو تو پھر اس کو دکھانا مناسب نہ ہوگا ۔یجوز استخدام الصور اعلامیۃ جلعت تماما من من ملاحظۃ المحرم. مصلحۃ عامۃ الخ (احکام التصویر /۵۰۹)

انٹرنیٹ کے پروگراموں کی شرعی حیثیت:

انٹرنیٹ کے پروگراموں کی شرعی حیثیت مذکورہ بالا تفصیل کے جزء ثانی اور جزء ثالث سے واضح ہے کہ اگر پروگرام اسلام کے تعارف اور صحیح نظریات کی ترویج اور باطل نظریات کی تردید کے بارے میں ہے ۔تو پھر اس میں کسی قسم کی کوئی قباحت نہیں ۔ بلکہ وہ اشاعتِ اسلام کا ایک موثر ذریعہ ہے ۔ جو اہلِ علم سے نہیں لیکن اگر فاسد نظریات اور غیر مشروع پروگراموں پر مبنی ہو تو پھر اس کا دیکھنا اور اس کا سننا جائز نہ ہوگا، اور چونکہ انٹرنیٹ کوئی غیر اختیاری چیز نہیں ہے بلکہ اسکے چلانے والے کو اختیار ہوتا ہے کہ جس پروگرام کو چاہے دیکھے اور جس کو چاہے نہ دیکھے لہٰذا اس کی حیثیت شریعت میں ویڈیو اور ٹیپ ریکارڈ کی ہوگی، کہ اگر اچھے کاموں میں استعمال کیا جائے تو اچھا ہے اور اگر برے کاموں میں استعمال کیا جائے تو برا ہے ۔اور اس کا وبال خود اس کے چلانے اور استعمال کرنے والے پر ہوگا۔

اسلام کے تعارف کے لئے انٹرنیٹ کا استعمال:

اسلامی تعلیمات کے تعارف اور صحیح عقائد ونظریات کی ترویج اور باطل عقائد ونظریات کی تردید نیز تفسیر قرآن وتشریح حدیث فقہ وفتاویٰ کے لئے انٹرنیٹ کا استعمال جائز اور مباح ہے اس میں کسی قسم کی قباحت نہیں ہے ۔

انٹرنیٹ پر تلاوت قرآن وتفسیر کو بالتصویر شائع کرنا:

انٹرنیٹ پر علماء حق کے بیانات تفسیر قرآن اور تشریح حدیث بالتصویر شائع کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ جب یہ بات مسلم ہے ۔کہ اسکرین پر آنے والی تصویر، تصویر نہیں ہے تو پھر اس میں قباحت بھی نہ ہوگی لہذ اعلماء حق کے بیانات کو بالتصویر شائع کرنا جائز ہوگا ۔لہٰذا ماظہرلی ۔فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ محمدالحسن گونڈوی ،۸ مارچ ۱۴۲۶ء

قرآن، سائنس اور سمندر جدید تحقیقات

پروفیسر ڈاکٹر مولانا صلاح الدین ثانی
فاضل جامعة العلوم الاسلامیة علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
پرنسپل قائد ملت گورنمنٹ ڈگری کالج لیاقت آباد کراچی

موصوف نے مقالہ ہذا ''پشاور فقہی سیمینار منعقدہ ۱۱،۱۲ دسمبر ۲۰۰۴ء بعنوان: جدید سائنسی انکشافات اور متعلقہ فقہی مسائل'' میں پیش کیا تھا۔

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علٰی رسولہ الکریم۔ امابعد!

میرا یہ تحقیقی مقالہ قرآن سائنس اور سمندر کے موضوع پر ہے میں نے اس کو اپنے مقالہ کا موضوع اس وجہ سے بنایا ہے کہ محققین نے اس پہلو پر بہت کم توجہ کی ہے اور بہت کم علمی مواد موجود ہے جبکہ سائنس کے دیگر شعبوں پر بہت کام ہوا ہے سب سے پہلے میں سائنس کے حوالہ سے کچھ معروضات پیش کروں گا سائنس کا پس منظر اور عہد اسلامی میں ارتقاء وعروج پھر سمندر کے حوالہ سے کچھ امور زیر بحث آئیں گے۔

سائنس کا پس منظر اور عہد اسلامی میں ارتقاء وعروج:

سائنس کا تعارف:۔ سائنس کا آغاز اس مفروضہ سے ہوتا ہے کہ ''معروضی حقائق کا وجود ہے'' مثال کے طور پر ایک سائنس دان اپنے حواس خمسہ (ناک، کان، آنکھ، زبان، حس) آلات اور پیمانوں کے ذریعہ حاصل کردہ معلومات کو بطور حقائق تسلیم کرتا ہے۔ لیکن یہ حقائق اس وقت صحیح مانے جاتے ہیں جب دوسرے مشاہدہ کرنے والے بھی اتفاق کریں یا ان کے ذاتی مشاہدات کے نتائج بھی یکساں ہوں (۱)

کلیسا اور سائنس:۔ سائنس کسی کی میراث نہیں لیکن سائنس کے فروغ میں جتنی رکاوٹیں عیسائیوں نے ڈالیں اس کی مثال کسی اور مذہب میں نہیں ملتی سائنس کی نشاۃ ثانیہ سے ایک ہزار سال پہلے تک عیسائی کلیسا کی یورپ پر مطلق حکمرانی تھی۔ عدم رواداری، تعصب اور توہم پرستی نے حصول علم اور سائنسی مطالعے کو ناممکن بنا دیا تھا۔ آزاد سوچ کی ہر کوشش سے بدگمان کلیسا نے ایسی ہر تعلیم کو ناجائز قرار دے دیا تھا جو براہ راست عیسائی تعلیمات کے مطابق نہیں تھیں۔ مذہبی عدالتوں نے ہزاروں لاکھوں افراد کو جادو یا کفر کے الزام میں اذیتیں دے کر موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ سزا یافتہ مجرموں کی ٹانگیں دو گھوڑوں سے باندھ کر انہیں زندہ چیر دیا جاتا تھا۔ ان کی آنتیں باہر نکال دی جاتی تھیں، ستون پر لٹکا کر پھانسی دی جاتی تھی یا زندہ جلا دیا جاتا تھا۔ مرے ہوؤں کو بھی معاف نہیں کیا جاتا تھا۔ ایک اعلیٰ درجہ کا پادری

(آرچ بشپ) اشر، انجیل مقدس کا مطالعہ کر کے اس نتیجے پر پہنچا کہ دنیا نے اتوار 23۔ اکتوبر 4004 قبل مسیح کو صبح 9 بجے جنم لیا تھا، لیکن مدتوں پہلے مرے ہوئے سائنس دان وائی کلف نے فوسل اور ارضیات کا مطالعہ کر کے یہ کہا تھا کہ زمین چند کروڑ سال پرانی ہے۔ کلیسا نے مردہ وائی کلف کی یہ گستاخی معاف نہ کی۔ اس کی ہڈیاں قبر سے نکال کر ریزہ ریزہ کی گئیں اور سمندر میں پھینک دی گئیں تا کہ اختلاف اور شک کے جراثیم زمین کو آلودہ نہ کر سکیں۔ (۲) کلیسا بیکن، وائی کلف، برونو گلیلیو اور دیگر ہزار ہا جدید خیالات کے حامل مفکروں کے خلاف تھا۔ کلیسا نے ایسے سائنسدانوں کے لئے اپنی احتسابی عدالت سے سخت سزائیں دی۔ ہئیت وطبیعات کا مشہور ڈاکٹر برونو Bruneo ہے جس کا سب سے بڑا جرم کلیسا کے نزدیک یہ تھا کہ وہ اس کرۂ ارض کے علاوہ دوسری دنیاؤں اور آبادیوں کا بھی قائل تھا، محکمۂ احتساب کے حکام نے اسے اس سفارش کے ساتھ دنیوی حکام کے سپرد کیا کہ اسے نہایت نرمی سے سزا دی جائے اور یہ بھی خیال رکھا جائے کہ اس کے خون کا ایک قطرہ بھی نہ گرنے پائے اس کا مطلب یہ تھا کہ اس کو آگ میں زندہ جلا دیا جائے اسی طرح مشہور طبیعی ڈاکٹر گلیلیو Galilio کو اس بناء پر موت کی سزا دی گئی کہ وہ آفتاب کے گرد زمین گھومنے کا قائل تھا۔ (مولانا سید ابوالحسن علی ندوی/انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر ص ۲۶۵ مجلس نشریات اسلام کراچی، ۱۹۷۴ء) اس مذہب نے انسان کو جامد اور ناترقی پذیر قرار دے دیا تھا۔ جس کی بناء پر ہر قسم کی علمی وتمدنی ترقی بڑی حد تک رکی ہوئی تھی اور جن لوگوں نے علم وفن کی ترقی میں حصہ لیا انہیں نہ صرف یہ کہ مذہب کی بارگاہ سے ملعون ومردود قرار دیے دیا گیا بلکہ سخت سے سخت سزاؤں میں مبتلا کیا گیا تھا۔ مثلاً ''وینی نی'' مسئلہ ارتقاء پر ایمان رکھتا تھا، اس کی زبان کاٹ لی گئی اور زندہ آگ میں جھونک دیا گیا۔ ''ہپاشیہ'' افلاطون کی تصانیف کی مشہور مفسرہ تھی، اس کو اس پاداش میں جان دینی پڑی۔ ''کوپرنیکس'' نے زمین کی گردش اور آسمان کا ساکت ہونا ثابت کرنے کی کوشش کی تو اس کو نوخیز منجم کا خطاب ملا۔ اور بالآخر ذلت وخواری کے ساتھ اس کا خاتمہ ہو۔ (۱)

''برونو'' جو'' کوپرنیکس'' کے نظریہ کی حمایت کرتا تھا، اس کو گرفتار کر کے سات سال قید خانہ میں ڈالا گیا اور پھر دھیمی آگ میں ڈال کر موت کا مزہ چکھایا گیا۔

''گلیلیو''، جس نے حرکتِ زمین کے نظریہ کی حمایت کی اس کو تنگ وتاریک کوٹھری میں ڈال کر عبرتناک سزا دی گئی اور مجبور کیا گیا کہ درج ذیل الفاظ کے مطابق اپنے معتقدات کی تردید کرے۔ (الفاظ یہ ہیں)

''میں کہ گلیلیو'، سترویں سال کی عمر میں بحیثیت ایک قیدی تقدس مآب کے روبرو دوزانو ہوتا ہوں اور مقدس انجیل کو اپنے گلے لگاتا ہوں، حرکتِ ارض کی غلطی تسلیم کرتا ہوں اور الحاد کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا اور اظہار لعنت کرتا ہوں۔''

اس تردید کے باوجود اس کی جاں بخشی نہ کی گئی بلکہ ''مقدس محکمۂ احتساب'' نے زندگی بھر کے لئے اس کو جلاوطن کر دیا۔ اس قسم کے بہت سے واقعات ہیں جو علم وفن کی ترقی کے ساتھ پیش آئے تھے۔ دراصل مروّجہ مذہب اس قابل نہ رہ گیا تھا کہ علمی وتمدنی ترقی کا ساتھ دے کر اس کی پشت پناہی کرے، اس بناء پر شدید خطرہ تھا کہ اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو ''بائبل'' (مقدس الہامی صحیفہ) کی تعلیمات بھی علم و